بے عمل پیر

اور

جاہل مرید

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

امابعد! اہلسنت کا مسلک اَسّی(۸۰) فیصد پیری مریدی پر چل رہا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرے میں پیری مریدی غلط طریقہ اختیار کر گئی ہے، اکثر پیر حضرات علم و عمل سے فارغ ہوتے ہیں اور بزرگانِ اسلام کے طفیل ان کے اکثر مرید دنیادار بھی ہیں، اسی لئے اپنی پیری بحال(برقرار) رکھنے کے لیے مرید کو تاثر دیتے ہیں کہ وہ معرفت کے مرکز میں ہیں، لہذا شریعت پر عمل کچھ ضروری نہیں حالانکہ ہمارے نزدیک شریعت کے خلاف ولایت و معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔

کیونکہ ولایت نبوت کا ظِل(سایہ) ہے اور ظِل(سایہ) اپنے اصل کے تابع ہوتا ہے، ولایت کا وجود اور اس کا تحقق و ثبوت سنتِ نبویہ اور اوصاف و اخلاقِ نبویہ کے تطابق و توافق(مطابقت) میں مُضْمَرْ و مَسْتُوْرْ(چھپا ہوا) ہے جس طرح آئینہ میں اسکے سامنے کھڑے ہوئے شخص کا عکس ہو بہو وہی ہوتا ہے، فرق صرف اصل اور فرع کا ہے کہ سامنے کھڑا شخص اصل ہے اور عکس در آئینہ اس کی فَرَعْ، ایسے ہی ولی، رسول اللہ ﷺ کا ظِل(سایہ) اور عکس ہوتا ہے، یعنی اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قولاً و فعلاً اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کا نمونہ ہوتا ہے، اور یہ مطابقت اس حد تک اس پر غالب آتی ہے کہ اس کو "فنافی الرسول" کا بلند مقام حاصل ہوتا ہے، اور اس کی زیارت و ملاقات اس کی محبت و دوستی اور اس کی مُصَاحَبَتْ و مُجَالَسَتْ کی برکات ایسی ہی ہوتی ہیں جیسی رسول اللہ ﷺ کی اپنی حیات میں، اس چیز کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "هم قوم لا يشقى جليسهم "یعنی وہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی مجلس میں بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔[1]

ان کے روحانی انوار اور ان کی نیکی کے اثرات دیکھنے والوں اور ان کے پاس بیٹھنے والوں کو متاثر کیے بغیر نہیں چھوڑتے، حضور اکرم ﷺ کی رسالتِ عامہ کا وصف آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کے وجود سے ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے۔ غفلت کے حجابات اور پردے اٹھ جاتے ہیں اور اصل حقیقت انسان کے سامنے آجاتی ہے، پھر صراطِ مستقیم اس کے سامنے ہوتا ہے اور اس پر گامزن اور تیز رو(تیزی سے چل رہا) ہوتا ہے۔

جو خلاف شرع کام کرے وہ پیر نہیں کاروباری ہے: اللہ کا ولی خواہ وہ کسی درجہ میں ہو، قطب، ہو یا غوث یا محدث ہو یا مجدّد ہو وہ اتباعِ رسول کی جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی تصویر ہوتا ہے۔ وہ ہدایت کا مُجَسَّمہ اور پیکر ہوتا ہے۔ اس کی محبت اور دوستی اللہ کی محبت اور دوستی ہوتی ہے، ایسے ہی نفوسِ قُدسیہ کی شان میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ[2] (پ۱۱ سورہ یونس آیت ۶۲)

ترجمہ: خوب سنو! اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہے اور نہ غم۔

حدیث شریف: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

1) صحيح البخاری، كتاب الدعوات، بَاب: فَضْلِ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، 2353/5، الحديث6045، دار ابن كثير، دار اليمامة، دمشق، الطبعة: الخامسة، 1414 ھ

2) سورة يونس: آية 62

"بے شک اللہ کے بندوں میں وہ لوگ ہیں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید مگر قیامت کے دن جو ان کی شان ہوگی اس کے سبب ان پر نبی اور شہید رشک کریں گے۔"[3]

اولیاء اللہ کے جملہ کمالات نبی کی اتباع کا صدقہ ہیں فقیر سابقین اولیاء کرام کے واقعات عرض کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ولی اللہ وہی ہوتا ہے جو شریعت کا پابند ہو۔

حکایت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ: ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس غرض سے آیا کہ وہ آپ کی کرامت ملاحظہ کرے، اس نے سمجھا ہوا تھا کہ ولی وہ ہوتا ہے جس سے کرامت کا ظہور ہو حالانکہ یہ غلط ہے، ولی وہ ہوتا ہے جو اتباعِ رسول کا سرچشمہ اور مَظْہَرْ ہو، خیر وہ اپنے زَعْمْ (گمان) کے مطابق حضرت جنید کی کرامت دیکھنے کے لیے پورا ایک سال آپ کی خدمت میں رہا لیکن اس کو آپ کی کوئی کرامت نظر نہ آئی تو وہ پراگندہ خاطر ہو کر جانے لگا، آپ نے بڑی محبت اور شفقت سے اس سے پوچھا، کہ کیوں کیا بات ہے؟ کیوں جارہے ہو ہم سے؟ تمہارے حق میں کیا قصور سرزد ہوا؟ اس نے کہا قصور تو کوئی نہیں ہوا مگر ایک سال میں مجھے آپ کی کوئی کرامت نظر نہیں آئی، آپ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ تم نے اس عرصہ میں میرا کوئی کام خلافِ سنت دیکھا ہے؟ اس نے برملا کہا، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں! آپ نے فرمایا جاؤ جنید کی یہی کرامت ہے۔[4]

انتباہ: ہمارے معاشرے میں پیر اسے سمجھا جاتا ہے جو کرامات دکھائے حالانکہ پیری مریدی کے لیے کرامات شرط نہیں شریعت کی پابندی شرط ہے۔

حکایت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا جو اکثر آپ کی خدمت میں حاضر رہتا اس کی عادت تھی کہ وہ تبرک کے طور پر آپ کا پس خوردہ (بچا ہوا کھانا) کھاتا اور جانتا کہ میری کُشُودِ کار (مشکل حل کروانے) اور نجات اسی میں ہے، حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فرمایا: کہا گر تو مجھ کو ذبح کر کے میرا گوشت اور ہڈیاں بھی کھا جائے تو تجھے اتباع رسول ﷺ کے بغیر کچھ حاصل نہ ہو گا۔

عرضِ اویسی: اسی لیے فقیر اپنے دور کے پیرانِ عُظّام سے عرض کرتا ہے کہ خود بھی اتباعِ رسول کی عادت بنایئے اور تلقین کیجئے تاکہ ایک ایک مرید کی ایک ایک تلقین پر سو سو شہیدوں کا ثواب نصیب ہو۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری مردہ سنت کا اَحْیَاء (زندہ) کیا اس کے نامہ اعمال میں سو شہیدوں کا ثواب لکھا جائے گا۔"[5]

بہت سے مُحَقَّقْ علماء نے فرمایا: "وہ عمل جو سنت کے مطابق ہو بہتر ہے اگرچہ قلیل ہو اس عمل سے جو سنت کے خلاف ہو، اگرچہ کثیر ہو۔"[6]

حکایتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ: مکتوباتِ مجدد الف ثانی میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک آدمی کو فجر کی جماعت میں حاضر نہ پایا، آپ نے اس کی والدہ سے پوچھا والدہ نے کہا، ساری رات نوافل میں مصروف رہا صبح کو نیند کا غلبہ ہوا، جماعت میں حاضر

---

3) صحيح ابن حبان، القسم الأول من أقسام السنن، ذكر وصف المتحابين في الله في القيامة عند حزن الناس، وخوفهم في ذلك اليوم، 471/1، الحديث 689، دار ابن حزم – بيروت، الطبعة: الأولى، 1433 هـ

4) معارف السلوک مصنفہ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی زید مجدہ، ص179

5) سنن الترمذي، أَبْوَاب الْعِلْمِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ الْبِدَعِ، 409/4، الحديث 2677، دار الغرب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الأولى، 1996 م
سنن ابن ماجة، افتتاح الكتاب، بَابُ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً قَدْ أُمِيتَتْ، 76/1، الحديث 210، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي

6) الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة، المقدمة الأولى، 8/1، مؤسسة الرسالة – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ 1997م

ہونے سے رہ گیا، سیدنا امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: اگر وہ ساری رات سویا رہتا اور صبح کو نماز باجماعت ادا کرتا تو اس کے لیے ساری رات نفل پڑھنے سے افضل اور بہتر تھا۔[7]

کَشفِی بزرگ کا واقعہ: ایک بزرگ فجر کی نماز ایک مخصوص مسجد میں اس کے امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے ایک دن وہ جماعت میں نماز کی دوسری رکعت میں شامل ہوئے اپنی چھوڑی ہوئی رکعت امام کے سلام کے پھیرنے سے قبل ہی پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے سلام کا معمول کے مطابق انتظار نہ کیا، امام صاحب نے پوچھا: حضرت یہ یہاں آپ نے کیا کیا، سلام کا انتظار آپ نے کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ امام کے سلام کا انتظار اس لیے کیا جاتا ہے کہ شاید امام کے ذمہ سجدہ سہو ہو، میں نے کشف سے معلوم کیا کہ تمہیں سہو (غلطی) نہیں، امام صاحب نے فوراً فرمایا: کشف پر عمل کرنا ضروری نہیں، سنت پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے، کشف کی سنت کے بالمقابل کیا حقیقت ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی محبت کی علامت اتباعِ سنت فرمایا ہے۔

مرید ایسے ہوں: حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین آپ کے وضو کے پانی کو جو اعضاء شریفہ سے مس ہو کر گرتا، اس کو اپنے ہاتھوں میں لیتے اور اپنے مُونہوں (چہرے) پر ملتے، آپ نے دریافت فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا آپ کی محبت کی وجہ سے آپ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ تم سے اللہ اس کا رسول محبت کرے تو تم جب بولو سچ بولو، اور جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرو، اور اپنے ہمسایہ سے نیک سلوک کرو،[8] (وہ محبت جو اتباع سے خالی ہو، کس کام کی؟)۔

اصل بات یہ ہے کہ اولیاء اللہ اپنے عمل و کردار اور عادت و خصائل سے سنت کو اَحْیَاء (زندہ) کرتے ہیں۔ چونکہ ان کا ہر فعل قالب سنت میں ڈھلا ہوا ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالی نے فرمایا: **کونوا مع الصادقین**۔[9] یعنی تم ان سچوں کے ساتھ رہو۔

تاکہ ان کی صحبت کے انوار سے تمہیں حضور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق حاصل ہو۔ اولیاء اللہ سے اسی لیے نسبت ہو جاتی ہے اور ان کو اپنا رہبر بنایا جاتا ہے کہ صراطِ مستقیم جو دینِ اسلام اور اتباعِ رسول سے عِبارت (تعبیر) ہے۔ ورنہ اگر وہ اتباعِ رسول سے محروم ہے۔ (داڑھی مونڈتا ہے، خشخشی داڑھی والا ہے نماز نہیں پڑھتا، حلال و حرام کا امتیاز نہیں رکھتا وغیرہ وغیرہ) وہ شرعی روحانی اور حقیقی پیر و مرشد نہیں بلکہ رسمی، کاروباری آدمی ہے جن کو ہم اولیاء اللہ کہتے ہیں، قیامت میں یہ ان میں سے نہ ہو گا بلکہ یہ دوسری عوام میں ہو گا جن کو اپنی پڑی ہو گی جب یہ خود گُم ہو قیامت میں مریدوں کے خاک کام آئے گا، جو لوگ خلافِ شرع پیروں کے مرید ہو رہے ہیں وہ خود سوچ لیں کہ۔ **آنکہ خود گم است کیے را ہبری کند** (یعنی خود گمراہ اور دوسروں کی رہنمائی کرے)

ان خلاف شرع پیروں سے دنیوی کام تو لیتے رہو مثلاً تعویذات لینا، دم درود کرانا، دعائیں کرانا، یہ ان کی آبائی پیشہ ہے یا وہ اگر سیاست میں حصہ لیتا ہے تو حکومتی امور کے لیے کام کرانا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اولیاء اللہ نہیں بلکہ کاروباری لوگ ہیں جیسے: تجارت کوئی پیشہ ہے یہ پیری مریدی پیشہ ورہیں، ایسے لوگوں سے اسلامی، روحانی، شرعی، حقیقی بیعت ناجائز ہے، ایسے پیروں سے رسم ادا کرنی ہے تو تم جانو تمہارا کام ورنہ تمام سلاسلِ طیبہ (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اویسیہ) کے تمام اولیاء کرام و مشائخ عظام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ خلاف شرع کام کرنے والا پیر و مرشد بننے کے لائق نہیں نہ اس کی بیعت جائز ہے نہ سلسلہ

---

7) مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الجماعة و فضلها، الفصل الثالث، 338/1، الرقم 1080، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة الثالثة 1985م

8) المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم، من اسمه محمد، 320/6، الحديث 6517، دار الحرمين - القاهرة، عام النشر: 1415 هـ

الآحاد والمثاني، الرجال، ابو قرد السلمی رضی الله عنه، 81/3، الحديث 1397، دار الراية – الرياض، الطبعة: الأولى، 1411هـ

9) سورة التوبة: آية 119

بیعت، کا دعوی صحیح وہ سبزی فروشی کی طرح ایک دھندہ ہے بلکہ اس سے بدتر کہ سبزی فروشی و دیگر پیشہ کا نام کسب حلال ہے اور خلاف شرع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا نائب بنا اور عوام کو دھوکہ دیتا ابلیسی شیوہ (شیطانی طریقہ) ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے خوب فرمایا۔

می شود ہر مو درازے خرقہ پوش　　آہ ازیں سوداگران دیں فروش

یعنی ہر لمبے بالوں والے نے خرقہ پوشی اختیار کی ایسے دین فروش سوداگروں کے ہاتھ سے فریاد ہے۔[10]

جس شخص کے اخلاق و اطوار، افعال و اقوال، سنت رسول خدا کے مطابق نہ ہوں، وہ کسی صورت میں بھی پیر بننے کے لائق نہیں۔

عارف رومی کا فیصلہ: مولانا روم رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایسے ہی ڈاکو اور پیشہ ور پیروں کے متعلق لکھتے ہیں کہ،

کار شیطان میکند نامش　　گر ولی این است لعنت بر ولی

یعنی کام شیطان کے کرتا ہے اور ولی کہلاتا ہے اگر ولی ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں تو ایسے ولی پر خدا کی لعنت ہو۔

خدا تعالی ارشاد فرماتا ہے: وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا[11] (پ۱۵ سورۃ الکھف)

ترجمہ: مت تابعداری کر اس شخص کی کہ جس کا دل ہم نے اپنی یاد (ذکر الہی) سے غافل کیا ہے، اور اس نے اپنے نفس سرکش (خواہش) کی پیروی کی ہے اور اس کا کام حدّ (شریعت) سے نکلا ہوا ہے۔

جو فقیر اپنی ہوائے نفس کا مغلوب ہے　　اس کو کیا کہیے نہ سالک ہے نہ وہ مجذوب ہے

آج کل اکثر غیر شرع بے نمازی، بد مذہب اور علوم دینیہ سے ناواقف لوگ پیر بنے بیٹھے ہیں، اور سادہ لوح (عام) لوگوں کے ایمان اور مال پر ڈاکہ زنی کرتے پھرتے ہیں، ایسے لوگوں کے دام فریب (دھوکے) میں ہر گز نہ آنا چاہیے۔

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستے نشاید داد دست[12]

یعنی ان لوگوں کی مثال یہ ہے کہ گویا ابلیس ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کا لباس پہنے ہوئے ہیں، بس ہر ایک انسان کے ہاتھ پر بیعت (جو نجات اخروی کا ایک ذریعہ ہے) ہر گز نہیں کرنی چاہیے۔

مولائے کریم رؤف الرحیم ایسے دھوکہ باز پیروں سے سادہ لوح (عام) مسلمانوں کو بچائے جو صالحین کا شعار اختیار کر کے بزرگانِ دین کا نام بدنام کرتے پھرتے ہیں، ہم سب کو محفوظ فرمائے۔

سائیں توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی فقیر اویسی غفرلہ کی طرح رسمی پیروں کے مخالف تھے اس لیے رسالہ ھذا میں ان کی چند مفید حکایات ملاحظہ ہوں۔

---

10) کلیات اقبال فارسی مع ترجمہ، اسراری خودی، اندر زمیر نجات نقشبند المعروف بہ بابا صحرائی کہ برائے مسلمانان ہندوستان رقم فرمودہ است، ص 123، مکتبہ دانیال

11) سورۃ الکھف: آیۃ 28

12) مثنوی شریف مترجم، دفتر اول، فرق میان محقق و مدعی، 1/64، ناشر: سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

حکایت: ایک بار ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ حضور میرا مرید مجھ سے پھر گیا فرمایا کدھر گیا، اس نے کہا ایک اور بڑے بزرگ ہیں ان کے پاس چلا گیا فرمایا کس واسطے چلا گیا عرض کیا اللہ کا نام سیکھنے گیا، آپ نے فرمایا اللہ کی طرف بلانا چاہیے، اپنے نفس کی طرف نہیں بلانا چاہیے وہ اللہ کی طرف گیا ہے اس نے اچھا کیا تمہیں بھی ثواب ہو گا۔ (یہ شخص رسمی پیر تھا اور دوسرے بزرگ بہت بڑے کامل تھے)

پیر کو چاہئے کہ لوگوں کو مرید کر کے قید نہ کر لیا کرے بلکہ آزاد چھوڑ دیا کرے کہ جہاں کہیں اسے کوئی کامل مردِ خدا ملے اُسی سے وصلِ الٰہی جو مقصودِ اصل ہے حاصل کرے، قیامت کے دن ایسے لوگوں کی گردن پر جو کامل نہ تھے اور لوگوں کو مرید کر لیا کرتے تھے بڑا وبال ہو گا، پھر فرمایا اگر کوئی کامل مرد موجود ہو اس کا مرید یا کوئی غیر شخص کسی کو اس کا مرید کرا دے تو جس قدر ثواب پیر کو اللہ کا نام بتانے کی وجہ سے ہوا ہے اتنا ہی ثواب مرید کرانے والے کو بھی ہو گا، کیونکہ اسے اللہ کے نام کا راستہ بتایا ہے یعنی خدا کی طرف بلایا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے:

اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ[13] **ترجمہ:** نیکی کی دلالت (رہنمائی) کرنے والا اس کے کرنے والے کی طرح ہے۔

اُویسی غفرلہٗ: اور حدیث شریف میں اس ثواب کا اندازہ بھی آیا ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ "اللہ کی قسم! اگر اللہ تمہارے ذریعے ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔"[14]

فائدہ: ایک روز ارشاد فرمایا: اگر فقیر اس نیت سے لوگوں کو مرید کرے کہ ان سے مجھے دنیاوی فائدہ ہو گا، روزی کی طرف سے فراغت حاصل ہو گی یا شہرت و ناموری ہو گی، لوگ بزرگ کہیں گے یا امیر کو اس خیال سے کہ یہ مجھے زیادہ نذریں روپے دے گا، مرید کر لے اور غریب کو نہ کرے، یہ سب شرک ہے فقیر کو اس قسم کے خیالات سے پاک رہنا چاہیے، اور جس کسی کو بیعت کرے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے واسطے کرے، چنانچہ ہمیں ایک واقعہ یاد آ گیا۔

حکایت: اوائل (ابتدائے وقت) میں ہم سے ایک امیر بیعت ہوا، ہمیں خیال آیا کہ یہ امیر ہے اس سے ہمارے لنگر اور درویشوں کو بہت مدد ملے گی، اللہ تعالیٰ نے ہم پر ایسا فضل کیا کہ وہ امیر آج تک ہمارے پاس آیا ہی نہیں اور بجائے اس کے کہ دوسرے دن ہی ایک اور غریب آیا جس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور بظاہر بہت ہی مسکین نظر آتا تھا۔ اس نے یہاں کے درویشوں کی بہت خدمت کی اور اسے بھی خدا کا نام حاصل ہو گیا۔ اس وقت ہم نے سمجھا کہ یہ نفس کا خطرہ تھا۔

فائدہ: اس واقعے سے گویا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھا دیا کہ میری ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیے میں جس سے چاہوں خدمت کرا دوں چنانچہ اب ہمارا یہ حال ہے کہ یہ لوگ جو ہمارے پاس آتے ہیں اگر چلے جائیں تو غم نہیں اور آ جائیں تو خوشی نہیں۔

---

13) سنن الترمذی، ابواب العلم، باب، بَابُ مَا جَاءَ الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ، 403/4، الحديث 2670، دار الغرب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الأولى، 1996 م
مسند احمد، تتمة مسند الأنصار، حَدِيثُ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، 132/38، الحديث 23027، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ

14) صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم الناس إلى الإسلام والنبوة، 1077/3، الحديث 2783، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م
صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، 1872/4، الحديث 2406، دار إحياء الكتب العربية

حکایت: ایک دفعہ بہت سے سر منڈے گداگر فقیر خدمت شریف میں آئے جو سر ہلاتے اور بزرگان کا نام لیتے تھے، حضور نے تین تین پیسے ان کو دلا دیئے میں نے عرض کیا حضور یہ بھی صورت تو فقراء کی بنائے پھرتے ہیں، معلوم نہیں ان کے اندر بھی کچھ فقیری کا اثر ہے یا نہیں؟ تو اس پر فرمایا: یہ تارک الدنیا کے لباس میں طالب دنیا پھرتے ہیں، دوسرے روز اور ہندو فقیروں کا گروہ جو حاجی رتن کے چیلے کہلاتے تھے آیا ان کو بھی حضور نے چار چار پیسے دلا دیئے میں نے عرض کیا حضور ان ہندو فقیروں میں بھی کوئی صاحب کمال ہوتا ہے فرمایا! مولوی صاحب یہ بھی تاریک الدنیا کے لباس میں طالب دنیا ہیں اور دنیا کی طلب اس وقت گزار رہے ہیں۔

صحیح پیر کی علامت: آج کل پیروں پر نگاہ ڈالیے، کیا ان لوگوں میں سے اکثر میں شیخ کامل کی بنیادی شرائط پائی جاتی ہیں؟ کیا یہ عالم قرآن (قرآن کے جاننے والے) ہوتے ہیں؟ کیا عدالت و تقوی جیسی صفاتِ حسنہ ان میں عموماً پائی جاتی ہیں۔ کیا عموماً ان میں دنیا کی رغبت نہیں ہوتی؟ کیا یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عادی ہوتے ہیں؟ کیا کسی کامل سے انہیں مستفیض ہونے کی توفیق ہوتی ہے؟ جہاں تک حالات کی توفیق و جستجو آپ کریں گی ان صفات کا مجموعہ کیا ایک صفت میں ان میں نظر نہ آئے گی۔

رسمی جاہل پیر: قرآن سے بے خبر، تقویٰ سے محروم، دنیا کے عاشق، امر بالمعروف سے عاری، اَخذِ فیض (فیض لینے) سے بے بہرہ بلکہ اکثریت ان میں اخلاقی مجرموں کی نظر آئے گی، کیا ہر روز آپ اخبارات میں نہیں پڑھتے؟ فلاں جگہ "پیر صاحب" تشریف لائے، جاتے وقت لڑکی اغواء کرتے چلے گئے، ایک بزرگ کی صورت نازل ہوتے ہیں نوٹ دُگنے کرنے کی "کرامت" اور سونا بڑھا دینے کی "بزرگی" جتلانے لگے، لوگوں نے لالچ میں آکر نقدی جمع کر دی پیر صاحب نے کمال ہوشیاری اور چالاکی سے ہتھیا لیا اور روپوش (غائب) ہو گئے۔ اور تو جانے دیجئے، لاہور جیسے مرکزی شہر، جہاں زیور علم اور عقل سے عوام آراستہ پیراستہ ہیں اور جہاں سادہ لوح آدمی کا آنا جانا بھی خالی از خطرہ نہیں وہ ان لیٹروں نے اڈے بنا رکھے ہیں۔

ڈبّہ پیر کی کہانی: ہم نے اخبارات میں یہ قابل افسوس خبر پڑھی تھی، کہ علاقہ مزنگ میں ایک پیر صاحب تشریف لائے جن کی بڑی کرامت، یہی تھی کہ نوٹ دُگنے کرتے تھے، ایک صاحب اچھے خاصے پڑھے لکھے تھے امتحان کے طور پر پیر صاحب کے پاس کافی نوٹ لے آئے جن میں کچھ اپنے تھے، کچھ ادھر ادھر سے ادھار لیے گئے تھے اور "پیر صاحب کے سامنے رکھ کر فرمانے لگے "اگر آپ واقعی نوٹ دُگنے کر سکتے ہیں تو اس کو کر دیں۔ آپ نے فرمایا: میری دو شرطیں ہیں، ایک یہ کہ ان کو میرے حوالے کرنے کے بعد مجھے ایک گھنٹہ تخلیہ میں رہنے دیجئے، اور دوسری یہ کہ ان کو جس چیز میں لپیٹ کر دوں تین دن کے بعد اسے کھولیں، چنانچہ دونوں شرطیں طے ہو گئیں اور پیر صاحب نے تخلیہ میں بیٹھ کر نوٹ سنبھال لیے، اور ردی کاغذوں پر اور کاغذ لپیٹ کر اس کے حوالے کر دیئے اور خود چلتے بنے، تیسرے روز جب کاغذ کھولے گئے تو اندر سے ردی کاغذ دیکھ کر نوٹ لانے والے نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا، مگر اب کیا بن سکتا تھا؟ پیر صاحب تین دن سے لاپتا تھے یہ تو شہروں اور خصوصاً مرکزی شہروں کا حال ہے۔

پیر کرم شاہ، کرنل لارنس (Col. Lawrence) بھی لاہور جیسے: انگریزوں کی شہروں میں پیر، کے بھیس میں انگریزوں کی جاسوسی کرتا رہا اس سے اندازہ لگائیے کہ دیہات میں عوام کالانعام کو کیا کیا سبز باغ دکھاتے ہوں گے، دور حاضرہ ایسے غلط کار اور بے عمل پیروں کے حالات پڑھ کر بعض لوگ پیری مریدی کا لفظ سن کر ڈر جاتے ہیں ادھر بد مذاہب (وہابی وغیرہ) ان بے عمل پیروں کی کہانیاں سُنا سُنا کر عوام کو اولیاء کرام سے بد ظن کر کے اپنے دام تزویر (فریب میں) پھنسا لیتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ عوام اہلسنت سچے پیروں مرشدوں کا دامن پکڑیں اور علمائے اہلسنت کا فرض بنتا ہے کہ وہ عوام کو

غلط پیروں کی خدمت کریں اور سچے چہروں مرشدوں کی علامات بتائیں، نہ یہ کہ غلط پیروں کی خوشامد کریں اس سے تو قیامت میں خوشامدی مولوی کو سخت سزا ملے گی۔ اگر خاموش ہے تو شیطان اَخْرَسْ (گونگا شیطان) لقب پائے گا۔

پیری مریدی ضروری: اس موضوع پر فقیر نے ایک علیحدہ تصنیف جمع کی ہے یہاں صرف ایک آیت (وسیلہ) مع شرح اور حوالہ جات تفاسیر اور علمائے اسلام عرض کرتا ہے تاکہ اس مقدس طریقہ کی حقیقت معلوم ہو۔ اللہ تبارک وتعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[15] (پ۶ع۱۰)

ترجمہ: اے ایماندار واللہ سے ڈرو، اور اس کیطرف وسیلہ تلاش کرو، اور اس کی راہ میں کوشش کرو تاکہ تم خلاصی پاؤ۔

آیت مذکور کی تفسیر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد سے نقل کرکے وسیلہ سے مراد ذات مرشد لی ہے[16] اور جن لوگوں نے لفظ وسیلہ کے معنی قرآن شریف یا ذات رسول علیہ السلام اختیار کیے ہیں ان کو شاہ صاحب یوں جواب دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اس آیت میں مومنوں کو خطاب کرکے وسیلہ کی تلاش کا حکم فرمایا ہے اور کوئی شخص جب تک قرآن شریف اور جناب رسالتِ مآب علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان نہ لائے مومن نہیں ہوتا، یعنی مومن وہی ہے جو قرآن پاک اور رسول علیہ السلام کو دل سے حق مان چکا ہوگا۔ پس وہ وسیلہ کوئی اور وجود ہوگا جس کی تلاش کا بندوں کو قرآن اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد حکم ہوتا ہے اور وہ مرشد کی ذات ہے جو بندے کو مولا سے واصل (تعلق) کردیتا ہے شریعت پر چلنے کا لوگوں کو حکم کرتا ہے، بدی سے روک کر لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتا ہے اللہ عزوجل ورسول ﷺ کی محبت کو دلوں میں قائم کرتا ہے، اگرچہ ہادی حقیقی خدا کی ذات ہے، وہ جسے چاہے ہدایت کرے مگر یہ بھی اس حکیم کی حکمت ہے کہ دنیا کو عالمِ اسباب بنا کر ہر ایک چیز کو سلسلہ اسباب میں ایسا بند کردیا کہ جیسے کوئی بچہ بغیر ماں باپ کی پیدا نہیں ہوتا، اسی طرح سے پیر اور مرید کے تعلق کے بِدُوْنِ (سوا) کوئی طالب حق خدا سے واصل نہیں ہوسکتا یعنی جب تک کوئی پیر کامل دستیاب نہ ہو ہدایت کا حاصل ہونا محال ہے۔ یہی قاعدہ دنیا کی ہر ایک چیز پر جاری ہے، حضرت مولانائے روم فرماتے ہیں:

ہیچ کس از نزد خود چیزی نشد	ہیچ آہن خنجر تیزی نشد
ہیچ حلوائی نہ شد استاد کار	تا کہ شاگرد شکر ریزی نشد
مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم	تا غلام شمس تبریزی نہ شد

یعنی کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو کچھ نہیں بنا سکتا جیسے کہ کوئی لوہا خواہ وہ کیسے ہی اعلی درجہ کا ہو لوہار کی محنت کے بغیر تلوار نہیں بن سکتا، دوسرے بیت میں یوں فرماتے ہیں کہ تلوار کا بننا تو بڑا کام ہے، مٹھائی جو صرف تین چیزوں (گھی چینی میدہ) سے بنتی ہے یہ بھی کسی حلوائی کی شاگردی کے بغیر نہیں بن سکتی، تیسر بیت جو اس غزل کا مقطع ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مولوی بھی جب تک شمس تبریزی کا غلام نہ بنا یہ بھی مولانائے روم کہلانے کا مستحق نہیں ہوا،

---

15) سورۃ المائدۃ: آیۃ 35

16) القول الجمیل مترجم بنام شفاء العلیل، دوسری فصل بیعت کی سنیت، جواب سوال ہفتم، ص33، ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

نتیجہ یہ کہ کوئی بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا کام کسی دوسرے کی امداد کے بغیر اس دنیا میں نہیں ہو سکتا، یعنی جب مٹھائی جیسی چیز بھی استاد کی مدد کے بغیر اس دنیا میں نہیں بن سکتی تو ایک خاک کے پتلے کا مقرب بارگاہ الٰہی عزوجل بن جانا پیر کی امداد کے بغیر کیسے ممکن ہے، دوسری جگہ مولانائے روم اس طرح فرماتے ہیں: پیررا بگزین کہ بی پیر ایں سفر! بست بس پر آفت و خوف و خطر!

آں رہے کہ بارہا تو رفتہ بے قلاؤز اندرآں آشفتہ[17]

یعنی جن راہوں میں تو ہر روز چلتا پھرتا ہے ان میں بدرقہ کی امداد کے بغیر بھول جائے تو راہِ سلوک جس کو تو نے کبھی نہیں دیکھا اور جس میں نفس جیسے اور شیطان جیسے راہزن موجود ہوں اس میں کسی رہنما کی امداد کے بغیر تو کیسے چل سکتا ہے، آج کل کا مشاہدہ گواہ ہے کہ اس زمانے میں وہی لوگ زیادہ تر اگمراہ ہوئے جن کا کسی سلسلۂ پیران عظام سے تعلق نہ تھا، جن لوگوں نے کسی خلیفہ رسول یعنی پیر کامل کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا اور خود بخود اس راہ کو طے کر کے پیر بننے کی کوشش کی وہ شیطان کا شکار ہوئے، اور اس ہدایتِ شیطانی کے موافق اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا، یہی وجہ ہے کہ آئے دن ایک نیا فرقہ جاری ہوتا ہے اور اس فرقہ کے خیالات بھی نئے ہوتے ہیں قرآن پاک اور احکام شریعت کو اپنے خیالات کے موافق بنانا چاہتے ہیں، تاویل کے پیرایہ میں تحریفِ قرآنی کرتے ہیں، احادیث نبویہ کو الٹ پلٹ کر اپنی رائے کے ماتحت بناتے ہیں، خود ہادی بنتے ہیں، اس طرح سے خود گمراہ ہوتے ہیں، اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، مرشدِ برحق کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ان جان وایمان کے دشمن فریبی راہزنوں سے لوگوں کو بچایا جائے۔

اہلسنت کی مستند و معتبر تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

يَقُولُ الْفَقِيرُ ثبت بهذه الآيته سنته المُبايعته وأَخَذُ التلقين من المشائخ الكبار وهم الذين جَعَلَهُمُ اللهُ قُطَبَ إِرْشَادٍ بِأَنْ أَوْصَلَهُمْ إِلَى التَّجَلِّى الْعَيْنِي بَعْدَ التَّجَلِّى الْعِلْمِي[18] (روح البیان ج۹ صفحہ ۲۱ / ۲۲)

ترجمہ: فقیر اسمعیل حقی کہتا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ بیعت ہونا اور مشائخ کبار سے یوں اخذِ فیض کرنا اللہ تعالی کے رسول ﷺ سے طریقہ چلا آرہا ہے، اور مشائخ کبار وہ حضرات ہیں جنہیں اللہ تعالی نے لوگوں کی دینی، دنیوی، اور اخروی رہنمائی کا مرکز بنایا کیونکہ اس نے انہیں علم ظاہری (شریعت کا علم) کا نور عطا کر کے انہیں نورِ بصیرت (دل کا نور) عطا کیا۔

قطبِ ارشاد کا لفظ بتا رہا ہے کہ ایسے پیر و مرشد کی بیعت ہوں جو ارشاد (رہنمائی کرنے) میں مرکزی حیثیت رکھتا ہو، کہ قطب کے معنی مرجع کے ہیں یعنی وہ راہنمائی میں مرکز و مَرجِع ہو کہ عوام الناس دینی معاملات میں اس کی طرف رجوع لاتے ہیں اور علماء اس سے مشورے لیتے ہوں یا کم از کم اسے اہل علم و تحقیق تصور کرتے ہوں، اس کے بعد جو فرمایا کہ جسے اللہ تعالی نے علمی تجلی کے بعد عینی تجلی سے نوازا ہو یعنی ضروری ہے کہ وہ قرآن و سنت کا عالم ہو اور ساتھ ساتھ صوفی بھی ہو اور صوفی سے مراد صاحبِ طریقت ہے یعنی وہ قادری، نقشبندی، چشتی اور سہروردی ایسے مسلمہ سلسلوں میں سے کسی نہ کسی سے لے کر حضور ﷺ تک مسلسل چلا جاتا ہو درمیان میں کہیں ٹوٹتا نہ ہو، بلکہ حضور اکرم ﷺ متصل و برابر پہنچا ہو اور اسے مشائخ نے دوسروں کو بیعت کرنے کی اجازت و

---

17) مثنوی شریف مترجم، دفتر اول، بخش 139، در صفت پیر و مطاوعت وی، 1 / 308، سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

18) روح البیان، تفسیر سورۃ الفتح آیۃ 10 الی 14، 21/9، دار الفکر بیروت

خلافت بھی عطا کی ہو، ایسے شخص کو پیر و مرشد نہ بنائیں جو عالم دین نہ ہو اور عالم دین وہ ہے جسے دوسرے مشاہیر و مسلم علماء کرام عالم دین تسلیم کر لیں نہ کہ وہ جسے ان پڑھ عوام یعنی علم دین سے ناواقف لوگ عالم دین سمجھیں۔

بے پیر کا پیر شیطان: آئمہ کرام فرماتے ہیں کہ بے پیر و بے مرشد کا پیر و مرشد، شیطان ہے چنانچہ تفسیر روح البیان میں علامہ امام اسمعیل حقی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ "حضرت ابو یزید بسطامی علیہ الرحمہ نے فرمایا: "مَنْ لَمْ يَكُن لَه أستاذ فَإِمَامُهُ الشَّيْطَانُ "یعنی جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام و مرشد شیطان ہے۔[19]

اور استاذ ابو القاسم القشیری اپنے پیر و مرشد شیخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ کوئی پودا جب از خود اگتا ہے بغیر اس کے کہ کوئی اسے اگائے وہ پتے تو لائے گا، مگر پھل نہیں دے گا، اور ہو سکتا ہے کہ کوئی خود رو پودا پھل بھی دے مگر اس کا پھل باغ والے درختوں اور پودوں کے پھلوں کی طرح خوش ذائقہ نہ ہو گا، اگر ایک پودے کو کوئی استاذ ماہر اپنے ہاتھ سے ایک جگہ سے اکھیڑ کر دوسری جگہ لگا دے تو اس کا پھل بہت ہی عمدہ ہو گا کیونکہ اسے استاذ و مرشد کے ہاتھ لگے ہیں، مرشد کی اہمیت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو گی کہ استاذ ماہر کے سدھائے ہوئے اور تعلیم و تربیت دیئے ہوئے کتے کا شکار حلال اور دوسرے کتے کا، جو سدھایا نہیں گیا، شکار حرام ہے اور فرماتے ہیں کہ مشائخ کا فرمان ہے: "مَنْ لَمْ يَرَ مُفْلِحاً لَا يُفْلِحُ" کہ جس نے مرشد کا دامن نہ پکڑا وہ کامیاب نہ ہو گا۔[20] (روح البیان شریف ج۹ صفحہ ۲۲، ۲۳)

بیعت کے سلسلہ میں قرآن مجید کے ایک اور مقام پر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتقوا اللهَ وَكُونوا مع الصادقين[21] (التوبہ) **ترجمہ:** اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

علامہ امام اسمعیل حقی علیہ الرحمہ تفسیر روح البیان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ ثمَّ الصَّادِقُونَ هُمُ الْمُرْشِدُونَ إِلَى طَرِيقِ الوصول یعنی پھر سچوں، سے مراد پیر و مرشد ہی ہیں جو اللہ تعالی تک پہنچنے کا راستہ دکھاتے ہیں۔ (روح البیان ج۳ صفحہ ۵۳۲)

اس کے بعد حضرت حقی علیہ الرحمۃ اولیاء حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں انہوں نے ارشاد فرمایا کہ،

إِنْ لَمْ تَجْرِ أَفْعَالُكَ عَلَى مُرَادِ غَيْرِكَ لَمْ يَصِحُ لَكَ انْتِقَالَ عَنْ هَوَاكَ وَلَوْ جَاهَدْنَ نَفْسَكَ عُمْرَكَ فَإِذَا وَجَدْتُ مَنْ يُحصل فى نفسك حُرْمَتَهُ فَاخْدِمْه وَكُنْ مَيْتًا بَيْنَ يَدَيْهِ يصرف كيف يشاء لا تدبير لك فِي نَفْسِكَ مَعَهُ تَعِش سَعِيدًا أَمبَادِرَا لِامْتِثَالِ مَايَا مُرُكَ بِهِ وَيَنْهَاكُ عَنْهُ الخ

یعنی اگر تمہارے کام کسی اور (یعنی پیر و مرشد) کی مرضی و مراد کے مطابق نہیں انجام پاتے، تو تم اپنے نفس کی خواہش سے خلاصی (چھٹکارہ) نہیں پا سکتے، اگرچہ تم عمر بھر مجاہدے کرتے پھرو بس جب تم کسی ایسی بزرگ ہستی کو پاؤ کہ اس کی دینی، و روحانی عظمت تمہارے دل میں بیٹھ گئی ہے تو اسے اپنا مرشد بنالو اور اس کے

---

19) روح البیان، تفسیر سورۃ الفتح آیۃ 10 الی 14، 22/9، دار الفکر بیروت

20) روح البیان، تفسیر سورۃ الفتح آیۃ 10 الی 14، 23/9، دار الفکر بیروت

21) سورۃ التوبۃ: آیۃ 119

سامنے ایسے ہو جاؤ جیسے مردہ بدست زندہ(زندہ کے ہاتھ میں مردہ)وہ جیسے چاہے تم پر حکم چلائے تم اپنے بارے میں اس سے بے نیاز ہو کر کچھ نہ سوچو تب تم نیک بختی کی زندگی گزاروگے تم اس کے ہر حکم کی اتباع کرو۔

پھر فرماتے ہیں کہ تم جو بھی کام کرو اپنی خواہش سے نہیں مرشد کی اتباع کی نیت سے کرو کیونکہ وہ تمہاری دنیا و آخرت کی بھلائی تم سے زیادہ جانتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ فَاسْعَ يَا بُنَيَّ فِي طَلَبِ شَيْخٍ يُرْشِدُكَ وَيَعْصِمِ خواطرك حَتَّى تكمل ذاتك الخ[22] (تفسیر روح البیان ج۳صفحہ ۵۳۲)

یعنی پس اے بیٹے پیرو مرشد کے دامن پکڑنے میں جلدی کر جو تیری راہنمائی کرے اور تیرے دل کی اصلاح کرے حتی کہ تیری ذات کامل ہو جائے۔

فائدہ: شیخ اکبر علیہ الرحمہ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کو ایسے پیرو مرشد کے دامن پکڑنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے جو کتاب و سنت کی روشنی میں ہماری راہنمائی کرے اور ہمارے دلوں میں جو الجھنیں، پریشانیاں اور بے سکونی کی کیفیتیں پیدا ہو جاتی ہیں قرآن و سنت کا عالم انکا ماہر ہو، قرآن و سنت کی تعلیمات کے ذریعے انہیں دور کر کے سینوں کو اطمینان و سکون کے انوار سے منوّر کر دے۔

انتباہ: جہاں مرشد کا دامن پکڑنا ضروری ہے وہاں آج کل کے دور میں شرائط پر پورا اترنے والے کو تلاش کرنا ضروری ہے ورنہ دورِ حاضرہ میں ہزاروں بھروپیئے(دھوکے باز)اس بھیس میں ابلیس کے چیلے ہوتے ہیں اس لیے حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا:

بسا ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستی بنایددا دوست[23]

یعنی دنیا میں بہت سے ابلیس(شیطان)انسانوں کی شکل میں پھرتے ہیں اسی لیے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔

کار شیطان می کند نامش ولی　　گر ولی این است لعنت بر ولی

یعنی کام تو شیطان والے کرتا ہے اور کہلاتا ولی ہے ایسے ولی پر لعنت ہو۔

دیکھ لیجئے آج کل اسی طرح بہت سارے لوگوں نے ولایت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور اپنے چند مخصوص چیلوں کے ذریعے اپنی مشہوری کرا کے اپنا کاروبار چلا رکھا ہے، حالانکہ شریعتِ مطہرہ سے ناواقف اور علوم دینیہ کا ایک لفظ نہیں جانتے، لیکن سیدھے سادے مسلمانوں کے ایمان ضائع کرتے اور اولیاء کرام اور پیرانِ عظام کو بدنام کرتے پھرتے ہیں۔

اقبال نے بھی ایسے لوگوں پر نفرین کی ہے فرماتے ہیں:　　شود ہر مود رازی خرقہ می پوش　　آہ زین سودِ گراں دین فروش

یعنی یہ لوگ لمبے لمبے بال رکھ کر اور پری کا چوغہ پہن کر دین فروشی کرتے ہیں ان دین فروشوں پر بڑا ہی افسوس ہے۔

لہذا مسلمانوں کو ان دین فروشوں سے بچنا چاہیے، اور کسی پابند شریعت صحیح العقیدہ بزرگ کا دامن تھامنا چاہیے اور اگر کسی اس قسم کے گندم نما جَو فروش پیر کے پھندے میں آجائے اور بیعت کر بیٹھے تو چاہیے کہ پتا لگا کر کسی کامل پر کی طرف رجوع کرے۔

آج کل کے جاہل پیر اور انکے جاہل مرید یہ بھی کہتے ہیں کہ دوسری جگہ بیعت نہیں ہو سکتی، اور اگر کوئی مسلمان مخالفِ شریعت اور جاہل پیر کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ بیعت کرلے تو اس کو مرتد طریقت اور نہ جانے کن کن خطابات سے نوازتے ہیں، حالانکہ بزرگانِ دین اور بانیانِ طریقت کا یہی ارشاد ہے

---

22) روح البیان، تفسیر سورۃ التوبۃ، آیۃ 120، 3/532، دار الفکر بیروت

23) مثنوی شریف مترجم، دفتر اول، فرق میان محقق و مدعی، 1/64، ناشر: سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

کہ ایسے پیر سے جو کہ خلافِ شریعت ہو سرے سے بیعت نہیں ہوتی، لہذا بیعت دوسری جگہ کرنی چاہیے چنانچہ اس جگہ پر سرکار سرہند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک مکتوب شریف درج کر کے اکتفا کرتا ہوں آپ مسائل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آپ کا خط پہنچا جس میں آپ نے لکھا تھا کہ اپنے پیر کے زندہ اور موجود ہونے کے باوجود اگر کوئی طالب دوسرے شیخ کے پاس جائے اور حق طلب کرے تو جائز ہے کہ نہیں؟

(جواب) جاننا چاہیے کہ مقصود حق تعالٰی ہے اور پیر حق تعالی تک پہنچنے کا وسیلہ ہے، اور اگر طالبِ رشید (نیک مرید) اپنے آپ کو کسی اور شیخ کے پاس لے جائے اور اس کی بیعت میں اپنے دل کو جمع پائے تو جائز ہے کہ پیر کی زندگی میں پیر کے اِذن (اجازت) کے بغیر طالب اس شیخ کے پاس جائے اور اس سے رُشد و ہدایت طلب کرے، لیکن چاہیے کہ پیر اول کا انکار نہ کرے اور نیکی کے ساتھ اس کو یاد رکھے خاص کر اس وقت کی پیری مریدی جو محض رسم و عادت کے طور پر ہے۔ جب اس وقت کے پیروں کو اپنی خبر نہیں، اور کفر و ایمان کا پتہ نہیں پھر خدا تعالی کی کیا خبر بتلائیں گے، ایسے مرید پر ہزار افسوس ہے کہ اس طرح کے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھے رہے، اور دوسرے کی طرف رجوع نہ کرے، اور خدا تعالی کا راستہ اختیار نہ کرے، یہ شیطانی خَطرات (وسوسہ) ہیں جو کہ پیر ناقص کی زندگی کے باعث طالب کو حق تعالی سے ہٹائے رکھتے ہیں، جہاں دل کی جمعیت اور ہدایت ہو بے تَوَقُّف (بغیر رُکے) ادھر رجوع کرنا چاہیے اور شیطانی وسوسہ سے پناہ مانگنی چاہیے۔[24] (مکتوبات شریف حصہ دوم مکتوب نمبر ۶۲)

شرائطِ مرشدِ کامل: اہل دل خوب جانتے ہیں کہ دورِ حاضرہ میں طریقت کے نام پر کہیں تو غلط عقائد کے لوگ طریقت و شریعت کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں کہیں شریعت سے کوسوں دور لیکن پیر مغاں (نام کا پیر) بن کر بھولی بھالی امت کو لوٹ رہے ہیں، اس لیے ہر چہار سلسلہ کے مشائخ نے مندرجہ ذیل شرائط لکھے ہیں، جس میں یہ شرائط موجود ہوں اس کے لیے یقین کیجئے کہ وہ سچا اور صحیح جانشینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ورنہ سمجھئے کہ وہ دین کا ڈاکو اور طریقت کا دشمن ہے۔

اعلحضرت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ، صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے یہ مرشدِ خاص جسے پیر و شیخ کہتے ہیں۔[25] (فتاوی افریقہ)

یہی امام اہلسنت مجدد دین وملت شاہ، احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ مرشد کامل کی چار شرطیں ضروری بیان فرماتے ہیں۔[26]

۱۔ عالم ہونا: دور حاضرہ میں یہ شرط تمام شرائط کی جان ہے جب کہ بے عمل پیروں نے علماء کے وقار گھٹانے میں کوئی قصر نہیں چھوڑی حالانکہ یہ مُسلّم ہے کہ جاہل کبھی ولی اللہ نہیں بن سکتا، اگر اللہ تعالی کسی اُمی (ان پڑھ) کو ولی بنانا چاہتا ہے تو پہلے اسے علمِ ظاہری سے نوازتا ہے اس کے بعد اس کے سر پر ولایت کا تاج سجاتا ہے، لیکن برعکس ہمارے دور کے پیروں کے کہ ان کے اکثر پیر اور پیر زادے اور سجادہ نشین دینِ اسلام سے کورے اور جاہل ہیں بلکہ اپنی اولاد کو جائے دینی علوم (مدرسہ) کے پڑھانے کے کالج، اسکول، میں ڈگریاں حاصل کراتے ہیں، اور ان پر اس لایعنی، فضول تعلیم پر بے بہا پیسہ بہاتے ہیں فقیر یہاں چند

---

24) مکتوبات امام ربانی فارسی، مکتوب 63، حصہ دوم، ص 99، کتب خانہ سعیدیہ، پارہوتی، مردان۔ پاکستان

25) فتاویٰ افریقہ، ص 123، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ۔ فیصل آباد

26) فتاویٰ افریقہ، ص 123، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ۔ فیصل آباد

دلائل قائم کرتا ہے جس سے واضح ہو گا کہ پیر و مرشد کا عالم ہونا ضروری ہے، اگرچہ جاہل پیر عابد، زاہد، متقی، پرہیز گار، شب بیدار اور صائم الدہر اس سے عالم باعمل سنی العقیدہ پیر افضل و اعلی ہے۔

ا۔ انسانی مخلوق میں سب سے پہلے پیر و مرشد سیدنا آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کو بنایا گیا جب کہ فرشتوں کی خواہش تھی کہ وہ چونکہ اللہ تعالی کی تسبیح و تقدیس کرتے چلے آرہے ہیں اس لیے وہ خلافت کے زیادہ حقدار ہیں مگر اللہ تعالی نے تسبیح والوں کے مقابلہ میں علم والی ہستی کو اپنا نائب بنا کر واضح کر دیا کہ محض نیک و عبادت گزار یا شب بیدار ہو جانا کوئی بڑا کمال نہیں ہے بلکہ کمال صاحبِ علم ہوتا ہے جو صاحبِ علم و عرفان ہو گا وہی صاحبِ اقتدار و ارشاد اور زمین پر ہمارا نائب ہو گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے:

تدارس العلم ساعته من الليل خير من احيائها (مشکوۃ شریف)

یعنی رات کے ایک لمحہ میں علم دین کا پڑھنا پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔[27]

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسری نفلی عبادتوں کے مقابلہ میں علم دین کا مقام بہت ہی بلند ہے لیکن افسوس کہ علمائے کرام بھی اپنی پونجی (وقعت) ضائع کر رہے ہیں کہ ان میں سے بھی درس و تدریس اور مطالعہ کتب کا ذوق اٹھتا نظر آرہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی شریف میں دو مجلسوں سے گزرے تو فرمایا کہ تم دونوں بھلائی پر ہو یعنی اچھا کام کر رہے ہو اور تم دونوں میں سے ایک دوسرے سے بہتر ہے ان میں سے ایک گروہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالی سے دعائیں مانگ رہے ہیں اور اس کی عبادت میں مصروف ہیں اور اس سے لو لگائے بیٹھے ہیں بس اگر وہ چاہے تو ان کو عطا کرے، اور اگر چاہے تو عطا نہ کرے اور دوسرے گروہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ گروہ شریعت کا علم و شریعت کے احکام سیکھ رہا ہے اور ان پڑھوں کو علم پڑھا رہا ہے۔

"فَهُمْ أَفْضَلُ وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيهِمْ"

یعنی فرمایا بس یہ پڑھنے پڑھانے والے لوگ دوسرے عبادت گزاروں سے افضل و بہتر ہیں اور مجھے اللہ تعالی کی طرف سے علم کو فروغ دینے والا بنا کر بھیجا ہے پھر آپ ان علم دین پڑھنے پڑھانے والے گروہ میں بیٹھ گئے۔[28] (مشکوۃ شریف)

فائدہ: اس کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور ﷺ علم والوں میں سے ہیں اور علم والے حضور ﷺ سے ہیں۔[29] (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ا صفحہ ۲۵۲)

۴۔ ہمارے آئمہ فرماتے ہیں کہ قرآن و سنت میں علماء دین کی جو شان بتائی گئی ہے اس کی رو سے یہ ایک حقیقت مُسلّمہ ہے کہ

"الْعُلَمَاءُ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الانبياء"

یعنی علماء دین انبیاء کرام کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔[30] (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ا صفحہ ۴۲۸)

---

27) مشكاة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الثالث، 85/1، الرقم 256، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985 م

28) مشكاة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الثالث، 85/1، الرقم 257، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985 م

29) مرقاة المفاتيح، كتاب العلم، الفصل الثالث، 328/1، الرقم 257، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ

30) مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب فضل الاذان و اجابة المؤذن، 564/2، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ

۵۔ مؤطا امام مالک میں ہے کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ،

يا بني جالس العلماء وزاحمهم بركبتك فَإِنَّ اللَّهَ يُحْيِ الْقُلُوب بنور الحكمته كما يحي الارض الميتته بوابل

یعنی اے میرے بیٹے! علماء کے پاس بیٹھا کرو بلاشبہ اللہ تعالی علم دین کے نور سے دلوں کو ایسے زندہ کرتا ہے جیسے مردہ زمین کو موسلا دھار بارش سے زندہ کرتا ہے۔[31] (موطا امام مالک صفحہ ۷۳۶)

فائدہ: غرض یہ کہ پیر و مرشد کا مَنصَب علماء کے سوا کسی کو زیب نہیں دیتا لہذا جو عالم دین نہیں اس کی بیعت جائز نہیں بلکہ ہوتی ہی نہیں۔

صاحبِ روح البیان آیت وسیلہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ،

واعلم ان الايته الكريم صرحت بالامر بابتغاء الوسيله والا بدمنها البتته فان الوصول الى الله تعالى لا يحصل الا بالوسيله وهى علماء الحقيقته ومشائخ الطريقه (قال الحافظ قطعه)

طی این مرحله بے ہمرہئی خضر مکن ظلما تست بترس از خطر گمراهی

والعمل بالنفس يزيد في وجودها واما العمل وفق اشارة المرشد ودلالته الانبياء والا وليا ء فيخلصها من الوجود ويرفع الحجاب ويوصل الطالب الى رب الارباب قال الشيخ ابو الحسن الشاذلي كنت انا وصاحب لي قد آوينا الى المغارة الطلب الدخول الى الله واقمنا فيها وتقول . يفتح لنا عداً وبعد غد يا نفس لم لا تعدين الله الله نا تقظنا . وتبنا الى الله تعالى وبعد ذالك فتح علينا فلا بد من قطع التعلق من كل وجه لينكشف حقيقته الحال الخ۔

یعنی واضح رہے کہ اس آیت کریمہ نے وسیلہ کے طلب کرنے کی صاف طور سے تصریح (وضاحت) کی ہے جس سے ہر گز چارہ نہیں ہو سکتا کیونکہ،

وصول الی اللّٰہ (رب تک پہنچنا) بغیر وسیلہ کے ممکن نہیں اور وسیلہ سے علماءِ حقیقت اور مشائخ طریقت مراد ہیں، اور نفس کی رائے پر عمل کرنا اس کے وجود کو زیادہ کرتا ہے، لیکن مرشد کے حکم اور انبیاء اور اولیاء کی دلالت (رہنمائی) پر عمل کرنے سے نفس اپنے اخلاقِ ذمیمہ (برے اخلاق) سے خُلاصی (چھٹکارہ) حاصل کر لیتا ہے اور حجاب دور ہو جاتے ہیں، اور طالب رَبُّ الْاَرْبَابْ کے ساتھ واصل ہو جاتا ہے شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں ایک رفیق کے ساتھ ایک غار میں طلبِ خدا کے واسطے گیا اور ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ ہمارا کام کَل یا پرسوں تک ہو جاوے گا ایک دن ایک بارُعب آدمی ہمارے پاس آیا اور اس کے بشرہ (حلیہ) سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ ولی کامل ہے ہم نے اس کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اس شخص کے حال کا کیا پوچھنا جو کہے کہ میرا کام کل یا پرسوں تک بن جاوے گا اے نفس تو اللہ کی بندگی، اللہ ہی کے واسطے کیوں نہیں کرتا؟

اس سے ہم ہوشیار ہو گئے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی، اس کے بعد ہماری مشکل آسان ہو گئی۔ بے شک برگزیدہ لوگوں کی صحبت میں شرف عظیم و سعادت عُظمٰی حاصل ہوتی ہے۔[32]

---

31) الموطا للامام مالک برواية يحيى، كتاب العلم، باب ماجاء فى طلب العلم، 1002/2، الرقم 1، دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، عام النشر: 1406 ھ

32) تفسير روح البيان، تفسير سورة المائدة، آية 35، 388/2، دار الفكر بيروت

فائدہ: یہ ہیں صاحبِ روح البیان امام محمد اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ جو ترکوں کے دور میں پایہ کے مفسر ہیں، جن کی تفسیر پر علمائے احناف وصوفیہ کو ناز ہے یہی وجہ ہے کہ اس تفسیر سے وہابی، دیوبندی، ناخوش ہیں، کہ یہ اپنی تفسیر میں مرشد کے دامن کو پکڑنے پر زور دیتے ہیں، دیکھئے فقیر کا ترجمہ فیوض الرحمن مع مقدمہ، یہ حضرت بھی پیر و مرشد کے لیے عالم ہونا شرط لگاتے ہیں، اس کے باوجود اگر کوئی کسی جاہل اور بے عمل کا مرید ہو کر جہنم میں خود چھلانگ لگاتا ہے تو فقیر اویسی غفرلہ کیا کر سکتا ہے۔ اختیار بدست مختار (اختیار مختار کے ہاتھ میں ہے)۔

حضرت عارف رومی قدس سرہ نے فرمایا: تقرب جچو دو سوئے اله سرپیچ از طاعت و بیچگاه

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ پیر و مرشد کے وسیلے سے خدا تعالی کا قرب تلاش کرو اور اسکی اطاعت سے کبھی بھی سر نہ پھیرو۔

زانکه اوپر خاررا گلشن کند دیده هر کوررا روشن کند

ترجمہ: کیونکہ پیر و مرشد ہر کانٹے کو باغ بنا سکتا ہے اور ہر اندھی آنکھ کو روشن کر سکتا ہے۔

فائدہ: پیر و مرشد قرآن وسنت کی تعلیمات وہدایات کے ذریعے تمہاری ہر مشکل کا حل بتا سکتا ہے اور وہ ہر اندھی آنکھ (ہدایت سے محروم چشم) کو شریعت و طریقت کے نور سے روشن کر سکتا ہے۔

یا علی (رضی اللہ عنہ) تو از جملۂ طاعات راه برگزیں تو سایئه خاص اله

ترجمہ: اے علی رضی اللہ تعالی عنہ! راہِ حق کی تمام عبادتوں میں خاصانِ خدا تعالیٰ کے سایہ (صحبت میں رہنے) کو ترجیح دو۔[33]

فائدہ: حضور اکرم ﷺ بظاہر حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے خطاب فرما رہے ہیں لیکن در حقیقت سبق اپنی امت کو دے رہے ہیں کہ جس قدر عبادتیں اطاعتیں اور ریاضتیں ہیں ان میں سے سب سے افضل اطاعت وعبادت علماءِ حق کی صحبت میں رہنا ہے لہذا تم ان کی خدمت میں رہنے اور ان کے زیر سایہ عمر بسر کرنے کو ترجیح دو۔

علمائے حق اہلسنت کے عقیدہ کا عالِم دین مراد ہے۔ لیکن یہ اکثر بے چارے حسد کا شکار ہیں اسی لیے عوام میں ان کی قدر و منزلت نہیں دوسرا طمع و لالچ میں گرفتار ہیں رسمی پیر اگرچہ وہ بھی ایک دنیادار آدمی ہے۔ لیکن اپنے رکھ رکھاؤ (طرز زندگی) میں سیانہ ہے عوام میں خود کو ولی اللہ بنا کر دکھانے کی بڑی مہارت رکھتا ہے، خدا تعالی ہمیں صحیح اور سچے رہبر و مرشد نصیب فرمائے۔ (آمین)

۸۔ حدیث شریف میں ہے: أهل القرآن عرفاء اهل الجنته نقله اليسوطي في الجامع الصيغر (صفحہ ۱۱ ج ۱)

یعنی قرآن کے علم والے جنتیوں کے سردار ہیں۔[34]

فائدہ: اس کی شرح میں امام عبد الرؤف مناوی فرماتے ہیں کہ جنت میں انبیاء علیہم السلام تمام جنتیوں کے امام ومُقتدٰی ہوں گے اور علماءِ دین جن کے سینے علوم قرآن کے خزینے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے بعد لوگوں کے سردار راہنما ہوں گے۔

۹۔ حدیث میں ہے کہ اهل القرآن اهل الله وخاصته

---

33) مثنوی شریف مترجم، دفتر اول، بخش 140، وصیت کردن رسولِ خدا مر علی را، 1/311، سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

34) الجامع الكبير. القسم الاول. حرف الهمزة. الهمزة مع الهاء. 3/224. الرقم 34/8668. الأزهر الشريف۔ القاهرة. الطبعة الثانية 1426 ھ

یعنی قرآن کے علم والے، اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔[35] (جامع صغیر جلد ا صفحہ ۱۱۰)

فائدہ: امام عبدالرؤف مناوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اپنے علم کے ذریعے قرآن کے الفاظ و معانی اور اس کے احکام کی حفاظت کرنے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا علماء ہی اولیاء اللہ ہیں اور خاصانِ خداوند ہیں۔ "هم اولياء الله المختصون به الخ"

یعنی وہ اولیاء اللہ ہیں جو اس لقب (اہلِ قرآن) سے خاص ہیں۔[36]

حدیث شریف کے لفظ "اہل قرآن" منکرینِ حدیث (پرویزی ٹولہ) بین (Band) بجاتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لیے مژدہ بہاؤ (خوشخبری) ہے یہ ان کا بغلیں بجانا غیر مقلدین کی طرح ہے جو اہل حدیث کی تو تو سن کر اپنے میں پھولے نہیں سماتے حالانکہ نہ یہ مراد ہیں نہ وہ۔

خلاصہ یہ کہ سنی عوام ایسے شخص کو اپنا مرشد بنائیں جو قرآن کے علوم کو سینوں میں لیے ہوئے اس کی عبادت و معنی اور احکام کا محافظ ہو یعنی جو علوم قرآن کو سیکھ کر دوسروں کو سکھاتے ہیں اور اس کی تعلیمات کو اپنے علم و عمل کے ذریعے فروغ دیتے ہیں، ان کا دامن پکڑ لو اور ان کی صحبت کو تمام عبادات پر ترجیح دو۔

۱۰۔ مولانا رومی نے فرمایا: هر کسی در طاعتی بگریختند خویشتن را مَخلصی انگیختند

ترجمہ: ہر شخص کسی نہ کسی کی پیروی میں پناہ لیتا ہے اور اپنے لیے نجات کی صورت نکال رہا ہے۔

تو برو در سایۂ عاقل گریز تا رهی زان دشمن پنهان ستیز[37]

ترجمہ: بھاگو عالم با عمل مرشد کے سایہ میں ہو جاؤ تا کہ تم اس چُھپ کر دار (چھپ کر حملہ) کرنے والے دشمن (شیطان) سے امن میں رہو۔

یعنی انسان کا ایک شیطان ایسا دشمن ہے جو۔ خفیہ اور پوشیدہ گھاتوں سے انسان پر چھپ کر وار کرتا ہے، اس کی خفیہ گھاتوں (حملوں) سے انبیاء علیہم السلام واقف ہیں ان کے وارثین علماء دین یہی علماء حق جو قرآن و سنت و تعلیماتِ مصطفے ﷺ سے کَمَا حَقُّہٗ واقف ہیں مرشدینِ کاملین ہیں اور شیطان خبیث کی خفیہ گھاتوں (حملوں) سے باخبر ہیں لہذا ایسی ہستی کا دامن پکڑ لو اور اس کی سایہ کرم میں ہو جاؤ۔

ازهمه طاعات اینت لائق است سبق یابی بر هرآں کو سابق است

ترجمہ: یہ تمہارے لیے تمام اطاعتوں سے زیادہ مناسب ہے، تم پر پیش قدمی کرنے والے سے آگے بڑھ جاؤ گے۔[38]

یہ حضور ﷺ کی تعلیم ہے جو آپ حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کے ذریعے اپنی اُمّت کو دے رہے ہیں کہ مرشد پکڑنے کی نیکی تمام نیکیوں سے اہم ہے۔ تم اس میں دیر نہ کرو اور مرشد کا دامن پکڑ لو تو تم سبقت کرنے والے سے آگے بڑھ جاؤ گے یعنی جو لوگ اعمالِ صالحہ کے ذریعے آگے بڑھ رہے ہیں شیخ و مرشد کا دامن پکڑنے اور اس کی ہدایت و تعلیم پر عمل پیرا شخص ان سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

---

35) الجامع الكبير، القسم الاول، حرف الهمزة، الهمزة مع الهاء، 224/3، الرقم 8684/50، الأزهر الشريف۔ القاهرة، الطبعة الثانية 1426ھ

36) التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوی، حرف الهمزة، 384/1، مكتبة الإمام الشافعي – الرياض، الطبعة: الثالثة، 1408ھ

37) مولانا، مثنوی معنوی، دفتر اول، بخش ۱۴۰–وصیت کردن رسول صلی اللہ علیہ وسلم مر علی را کرم اللہ وجہہ کی چون هر کسی بہ نوع طاعتی تقرب جوید بہ حق الخ

38) مثنوی شریف مترجم، دفتر اول، بخش 140، وصیت کردن رسولِ خدا مر علی را، 1/311، سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

نوٹ: فقیر نے پیر کے لیے (عالم ہونا ضروری ہے اس پر) دلائل پیش کیے ہیں تاکہ دور حاضرہ میں سنی برادری جاہل اور بے عمل پیروں کے پھندوں سے نکل کر عالم باعمل متقی پرہیز گار باسلسلہ صحیح العقیدہ کے دامن کی پناہ میں آجائیں۔ (وما علینا الا البلاغ)

ھدایات: بہر حال مرشدِ کامل کا عالم ہونا ضروری ہے جاہل پیر اکثر بھٹکے ہوئے خود بھی جہنم کا ایندھن اور مرید بھی ساتھ، ہاں جس خوش قسمت مرشد صاحب کو علم نصیب ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ان ہدایت پر عمل کرے جو عارف رومی قدس سرہ نے بیان فرمائے چنانچہ فرمایا:

چو گرفتی پیرہن تسلیم شو، ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو

ترجمہ: جب تم کسی کے مرید ہو جاؤ تو خبر دار ہمہ تن تسلیم و رضا ہو جاؤ، حضرت موسیٰ کی طرح حضرت خضر (علیہما السلام) کے حکم پر چلو۔

فائدہ: حضرت خضر و موسیٰ علی نبینا علیہم السلام کا مفصل واقعہ فقیر کی تفسیر فیوض الرحمن میں پڑھئے کہ اس سے استدلال کر کے عارف رومی قدس سرہ نے سب سے پہلی ہدایت یہ فرمائی کہ جب تم حضور ﷺ کی ہدایت و تعلیم کے مطابق کسی شیخ کامل و عالم باعمل کے مرید ہو گئے تو ہمہ تن (کمل) ان کے ہو جاؤ ان کی ہر بات و ہر ہدایت کو اپنے لیے ذریعہ برکات و نجات سمجھو اور دل و جان سے ان کا فرمان مانو اگرچہ ان کا فرمان بہ ظاہر قابلِ اعتراض ہی نظر آئے۔

صبر کن بر کار خضر اے بے نفاق تا نہ گوید خضر رو ہذا فراق

ترجمہ: اے خلوص والے، تم مرشد کے ہر کام پر صبر کرو تاکہ وہ یوں نہ کہہ دے کہ جاؤ ہماری تمہاری جدائی ہے۔[39]

فائدہ: علماء عاملین و مشائخ کاملین کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے جس کی تہہ کو مرید شاید نہ پہنچ سکے جیسے حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات سے ظاہر ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان پر اعتراض کیا تو انہوں نے انہیں اپنی صحبت سے الگ کر دیا اور جب ان واقعات کی تہہ میں مُضْمَرْ (پوشیدہ) حقائق کا انکشاف (ظاہر) فرمایا تو وہ اپنی جگہ برحق اور صحیح تھے[40] اسی طرح مرید کو بھی اگر شیخ کی کوئی بات بہ ظاہر قابلِ اعتراض نظر آئے تو اعتراض کرنے کی بجائے اس کی کوئی مناسب تاویل و توجیہ کرے اور اگر تاویل و توجیہ بھی سمجھ میں نہ آئے تو اپنے فہم کا قصور سمجھے شیخ پر اعتراض نہ کرے۔

مرشد کو آزمانا نہیں چاہیے: بہت سے بے وقوف فقیر اویسی غفرلہ نے بھی دیکھے ہیں جو مرید ہونے کے بعد مرشد کو اپنی کسوٹی (جہالت) سے آزمانا شروع کر دیتے ہیں یا ان کے امتحان میں لگے رہتے ہیں کہ یہ ولی اللہ ہے یا نہیں، حضرت مولانا رومی قدس سرہ چونکہ اس منزلہ کے بہت بڑے عارف ہیں وہ نصیحت فرماتے ہیں کہ مرید کو کبھی بھی اپنے پیر و مرشد کا امتحان نہیں لینا چاہیے، اسے آزمانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ وہ نائبِ رسول ﷺ ہے اور اسے آزمانا اس کی توہین ہے اور شیخ کی توہین کرنا مرید کے لیے تباہی و بربادی اور ہلاکت کے سوا کچھ نہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

شیخ را کہ پیشوا و رہبر است گر مریدے امتحان کرد او خر است

یعنی شیخ جو پیشوا اور رہبر ہے اگر کوئی مرید اس کا امتحان کرے تو گدھا ہے۔[41]

فائدہ: ایسا مرید جو شیخ کو آزمائے گدھے کی طرح احمق و بے عقل ہے وہ دراصل اپنا نقصان کر رہا ہے اور اسے گدھے کی طرح اپنے نقصان و حرمان کا کوئی احساس نہیں۔

---

39) مثنوی شریف مترجم، دفتر اول، بخش 140، وصیت کردن رسولِ خدا مر علی را، 1/311، سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

40) سورۃ الکھف: الآیۃ 65 الی 82

41) مثنوی شریف مترجم، دفتر چہارم، بخش 15، گفتن آن جہود علی را کرم اللہ وجہہ۔۔، 4/49، سب رنگ کتاب گھر۔ دہلی

اور بھی بکثرت ہدایات ہیں جنہیں فقیر نے رسالہ "ثبوت بیعتِ شرعی" میں تفصیل سے عرض کیا ہے، یہاں بتانا یہ تھا کہ پیر و مرشد کا عالم ہونا ضروری ہے، اگر عالم با عمل ہے کہ مستحبات تک ترک نہیں کرتا تو یہی عارف ہے یہی حقیقت میں معرفت کا شناسا (معرفت کا جاننے والا) ہے۔ جاہل پیر آسمان پر اڑے دریا میں مصلی بچھا کر چلے وہ ولی اللہ نہیں شعبدہ باز ہے۔

لطیفہ: فقیر اویسی غفرلہ کے شاگرد صاحب پیری مریدی کے دَھنی ہیں جب میں نے انہیں کسی شرعی غلطی پر ٹوکا تو کہا استاد جی میں نے آپ سے ظاہری علم میں تھوڑا پڑھا تھا لیکن علم معرفت میں نے ہنس کر سنایا۔

بہر رنگی کہ خود بی جامہ می پوش　　من انداز قدت را خوب می شناسم[42]

یہ سُن کر بہت شرمایا اس کے بعد ناراض رہا مریدوں کو کہتا استاد صاحب ظاہر نہیں ہے، یونہی فقیر اویسی غفرلہ کے بہت سے شاگرد فقیر پر ناراض ہیں کہ فقیر انہیں ان کی بے رہروی (گمراہی) پر کیوں ٹوکتا ہے۔

الحمد اللہ فقیر اویسی غفرلہ کے ہر سلسلہ (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ)، اویسی کے شاہزادگان شاگرد ہیں ان میں بکثرت سادات بھی ہیں تو سلاسل طیبہ کے سجادہ نشینان بھی اس سے فقیر کے پر امید ہے کہ یہ حضرات فقیر پر کتنا ہی ناراض ہوں لیکن ان کے مورثین اعلیٰ لجپال ہیں کوئی تو کرم فرمائے گا۔ (ان شاء اللہ)

جیسا کہ دنیا میں بھی وہ اپنے شاہزادگان کے اساتذہ پر نظر کرم ہوا اور ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا چنانچہ خود امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ نے دو شہزادوں کو ملّا طاہری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پڑھنے کے لیے بھیجا پھر خود ملاقات کے لیے تشریف لائے تو ملّا طاہر لاہوری کی پیشانی پر شقی لکھا پایا، مَغْمُوم (بے ہوش) ہوئے تو شہزادے بھانپ گئے، معلوم کرنے پر ملّا طاہر لاہوری کو نہ صرف سعید بنایا بلکہ نگاہ کرم سے ولی کامل بنا دیا (ملخصا) تفسیر مظہری۔[43]

۳۔ پیر و مرشد کے لیے ضروری ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تک اس کا سلسلہ (قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، اویسیہ) مُتَّصِل (ملا ہوا) ہو، یہ شرط پیر و مرشد کے سلسلہ جو اپنے مریدوں کو مطبوعہ دیتے ہیں لیکن اکثر رسمی پیروں کے پاس یہ اِتِصال (ملا ہوا ہونا) بھی مَفْقُود (غائب) ہے فقیر کو اجازت ہو جائے تو ستر فیصد پیر منظر عام پر لا کر دکھا دوں۔

شیخ سنی العقیدہ ہو اگر کسی بد عقیدہ کے ہاتھ لگ جاؤ گے تو وہ سیدھا شیطان تک پہنچا دے گا۔ یہ شرط اسی لیے ضروری ہے کہ آج کل بہت بڑے بد دینیوں بالخصوص وہابی، دیوبندی، ٹولہ نے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ لوگ بڑے مکّار، چالباز، بظاہر شریعت کے پابند اور عجیب و غریب طریقت کے شعبدے دکھا کر اپنے دام تزویر (دھوکے) میں پھنساتے ہیں، سنی صحیح العقیدہ کہلوانے میں بھی بہت بڑے استاذ ہوتے ہیں ان کی پہچان سخت مشکل ہے کیونکہ وہ ہر رنگ و روپ دھار لیتے ہیں، چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی اویسی سب کچھ بن جاتے ہیں۔

اعلحضرت بریلوی قدس سرہ کی کرامت: ایسے بہروپیوں کی پہچان ایک طریقہ سے نہایت آسان ہے وہ اس طرح سے کہ اس سے پوچھ لیا جائے کہ کیا آپ مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کو اس صدی ۱۴۰۰ھ کے مجدد برحق مانتے اور ان کی تحقیق عقائد و مسائل کو حق سمجھتے

---

42) مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ کا شعر، ترجمہ: تم جس رنگ و روپ میں بھی بغیر لباس کے ظاہر ہو جاؤ، میں تمہارے قد و قامت کو خوب پہچانتا ہوں۔ (سعید)

43) التفسیر المظھری، تفسیر سورۃ الرعد الآیۃ 39، 5/246، مکتبۃ الرشدیۃ – الباکستان، الطبعۃ: 1412ھ

ہیں یا نہ۔ اگر وہ اعلحضرت کا نام اقدس سن کر مسرور ہو کر اور ان کی تجدیدی کاوشوں کا قائل ہو تو سمجھنا کہ یہ سچا پیر و مرشد ہے ورنہ یقین کرنا کہ یہ جھوٹا مدعی اور پرلے درجے کا مکّار۔

یہ اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی ایک کرامت ہے کہ سچے اور جھوٹے پیر بلکہ مومن اور غیر مومن کی پہچان کے لیے ان کا نام اقدس کسوٹی ہے۔(رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً)

(۴)فاسق معلن نہ ہو یعنی پیر و مرشد دینی علوم سے واقفیت کے ساتھ شرعی امور کا پابند اور عامل ہو۔

آج کل یہ بیماری بھی وبائی ہے کہ اکثر پیر و مرشد بننے والے علم سے کورے(ناآشنا)اور فِسق و فُجور سے بھرپور۔ جسے بھی کسی بزرگ کی اولاد ہونے کا شرف ملا ہے وہی پیر مغاں ہے۔ خواہ وہ شرعی علم اور عمل صالح نہ صرف کوسوں دور بلکہ اُلٹا شرعی علم اور عمل صالح نہ کرنے میں ابلیس کا دایاں ہاتھ ہے۔

ہوشیار: اے اپنی نجاتِ اُخروی اور دین سے شَغَف رکھنے والے بھائیو! مذہبی بہروپیوں، جاہل اور بدعمل پیروں کی بیعت ہرگز نہ کرو۔ کیونکہ ایسی بیعت نجات دلانے کی بجائے جہنم میں لیجائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انکے علاوہ اور بھی علامات ہیں سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ جب بندہ خدا کو دیکھو تو خدا تعالیٰ یاد آجائے جیسا کہ حدیث میں ہے۔[44] یونہی مرید کے لئے بھی شرائط ہیں اس لئے میں عدم گنجائش کی وجہ سے نہیں لکھا جارہا ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "ثبوت بیعت شرعی"۔

آخری گذارش: ہمارا کسی سے جھگڑا نہیں ہے صرف شریعتِ اسلامیہ کے اظہار کیلئے عرض ہے کہ بے عمل پیر اور بدعقیدہ جاہل مرشد کا دامن پکڑنا یعنی مرید ہونا شرعاً ناجائز ہے اگر کسی کا کوئی مرید ہو گیا ہے تو وہ بیعت توڑ دینا ضروری ہے ورنہ قیامت میں جہاں دوسرے بے پیر لوگوں کا زبوں(برا)حال ہو گا اس کا بھی ساتھ ہی کیا جائیگا۔ وما علینا الا البلاغ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ

ضلعی نمبر ۴ بہاولپور۔ پاکستان

44) الجامع الكبير. القسم الثاني. الرجال. مسند عبد الله بن عباس رضي الله عنه. 26/21. الرقم 581/420. الأزهر الشريف۔ القاهرة. الطبعة الثانية 1426 ھ